

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة المائدة

(۱۶)

(گزشتہ سے پیوستہ)

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ، بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ، وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ، وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٤﴾

(اُن کی پروانہ کرو) اے پیغمبر (اور) جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، وہ (انہیں) پہنچا دو اور (یاد رکھو کہ) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اُس کا پیغام نہیں پہنچایا۔ اللہ ان لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ (تم مطمئن رہو)، اللہ (تمہارے مقابلے میں تمہارے) ان منکروں کو ہرگز کامیابی کا راستہ نہ دکھائے گا۔ ۶۴

۱۶۰۔ یہ اُس پیغام کی تمہید ہے جو آگے نقل ہوا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”... یہ پیغام آگے آیت ۶۸ سے لے کر آیت ۸۶ تک پھیلا ہوا ہے اور اس میں نہایت واضح طور پر ان دونوں گروہوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک تم تورات وانجیل اور اللہ کی اس آخری کتاب، قرآن کو قائم نہ کرو، تمہاری کوئی دینی حیثیت نہیں ہے۔ خدا کے ساتھ کسی کو کوئی نسبت کسی گروہ سے نسبت کی بنا پر حاصل نہیں ہوتی، بلکہ ایمان اور عمل صالح کی بنا پر حاصل ہوتی ہے اور اس سے تم بالکل محروم ہو چکے ہو... یہ پیغام بڑا اہم تھا۔ یہود و نصاریٰ دونوں کی دینی حیثیت پر یہ آخری ضرب لگائی جا رہی تھی اور عین اُس وقت لگائی جا رہی تھی، جب کہ وہ پورا زور اس بات

قُلْ: يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا ٱلتَّوْرَةَ وَٱلْإِنْجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِّن رَّبِّكُمْ، وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا

(اِنْ ۱۶۴ سے) صاف کہہ دو: اے اہل کتاب، تمہاری کوئی بنیاد نہیں ہے، جب تک تم تورات وانجیل پر اور اُس چیز پر قائم نہ ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر اتاری گئی ہے، لیکن ہوگا یہی کہ

کے لیے لگا رہے تھے کہ مسلمان اُن کی دینی حیثیت تسلیم کر لیں، اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر 'رسول' کے لفظ سے خطاب کر کے یہ پیغام آپ کے حوالے کیا گیا جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول خدا کا پیغامبر ہوتا ہے، اس وجہ سے یہ اُس کا فرض منصبی ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ اُس پر اتارا جائے، وہ بے کم و کاست اُس کے مخاطبوں تک پہنچا دے، قطع نظر اس سے کہ اس پیغام سے اُن کے اندر کیا بالچل برپا ہوتی ہے اور وہ پیغام اور پیغامبر کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔" (تذکرہ قرآن ۲/۵۶۲)

۱۶۱ یہ اُس بات کی تاکید مزید ہے جو پچھلے جملے میں بیان ہوئی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اللہ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لیے تمہیں رسول مقرر کیا ہے، اس لیے ان کے کسی رد عمل کے اندیشے سے اس میں کوتاہی ہوئی تو یہ عین اُس فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی ہوگی جس کے لیے یہ منصب تمہیں دیا گیا ہے۔ اس میں خطاب بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، مگر روئے سخن، اگر غور کیجیے تو اُنھی یہود و نصاریٰ کی طرف ہے جن کے لیے یہ پیغام آپ کے سپرد کیا جا رہا ہے تاکہ اس کی اہمیت ہر لحاظ سے اُن پر واضح ہو جائے۔

۱۶۲ یہ اُس حفاظت کا بیان ہے جو سنت الہی کے مطابق اللہ کے رسولوں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے لازماً حاصل ہوتی ہے۔

۱۶۳ اصل میں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ کے الفاظ آئے ہیں۔ 'ہدیٰ یھدی' کا لفظ کسی کو اُس کی تدبیروں میں بامراد کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یہاں یہ اسی مفہوم میں ہے۔ مدعا یہ ہے کہ تم خدا کے رسول ہو، اس لیے ان شیاطین کے ہر شر سے وہ تمہاری حفاظت کرے گا اور ان کی کسی تدبیر کو تمہارے خلاف بامراد نہ ہونے دے گا۔

۱۶۴ یہاں سے وہ پیغام شروع ہو رہا ہے جو اتمام حجت کے اس آخری مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے کم و کاست اور پوری قطعیت کے ساتھ یہود و نصاریٰ تک پہنچا دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔

وَكُفْرًا، فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا
وَالصَّبِئُونَ وَالنَّصَارَى مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور ان کے کفر کو وہ چیز بڑھا دے گی جو تم پر تمھارے پروردگار کی طرف
سے نازل ہوئی ہے۔^{۱۶۶} اس لیے ان منکروں پر افسوس نہ کرو۔ (حقیقت یہ ہے کہ خدا کی نجات پر کسی کا
اجارہ نہیں ہے، لہذا) جو مسلمان ہیں اور جو (ان سے پہلے) یہودی ہوئے اور جو صابی اور نصاریٰ^{۱۶۷}
کہلاتے ہیں، ان میں سے جو لوگ بھی اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں

۱۶۵ اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اُس وقت تک تمھاری کوئی بنیاد نہیں ہے، جب تک تم تورات و
انجیل کے ساتھ خدا کی اُس کتاب کو بھی اپنا دستور حیات نہیں بناتے جو خدا نے اپنے پیغمبر کی وساطت سے تم پر نازل کر
دی ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”..قرآن مجید کے سوا کوئی اور چیز مراد لینے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ آگے فوراً ہی اس چیز کو مَآ اُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ
رَبِّكَ کے الفاظ سے تعبیر کر کے بالکل واضح بھی کر دیا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہی ہے۔ یہاں قرآن کی تعبیر وَمَا
اُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ کے الفاظ سے کرنے میں اہل کتاب پر اتمام حجت کا ایک پہلو ہے۔ وہ یہ کہ تورات اور انجیل،
دونوں میں اہل کتاب سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ تمھارے پاس ان ان صفات کا پیغمبر خدا کا آخری اور کامل صحیفہ
لے کر آئے گا تو تم اُس پر ایمان لانا، اُس کی پیروی کرنا، اُس کی مدد کرنا اور اُس کی گواہی دینا۔ اسی پہلو کی طرف
یہاں اشارہ ہے اور اس موقع پر جب کہ قرآن اُن تمام صفات کے مطابق، جو سابق صحیفوں میں اُس کی بیان
ہوئیں، نازل ہو چکا تو تورات اور انجیل کا قائم کرنا یہی ہے کہ خدا کی اتاری ہوئی اس چیز کو اہل کتاب قائم کریں۔
اس کا قائم ہونا ہی تورات اور انجیل، سب کا قائم ہونا ہے۔“ (تدبر قرآن ۲/۵۶۴)

۱۶۶ مطلب یہ ہے کہ انھیں اس بات پر غصہ تو پہلے سے تھا کہ خدا کے آخری رسول کی بعثت بنی اسمعیل میں ہو
گی، لیکن یہ چیز واقعہ بن گئی ہے تو ان کے حسد کی آگ کو اس نے اور بھڑکا دیا ہے۔ چنانچہ اعتراف حق کی سعادت
حاصل کرنے کے بجائے اب یہ سرکشی اور کفر میں بھی اور بڑھیں گے، دریاں حالیکہ یہ اگر قرآن پر قائم ہو جاتے تو
صرف قرآن پر قائم نہ ہوتے، اس کے ساتھ تورات و انجیل پر بھی قائم ہو جاتے، اس لیے کہ وہ ان کی پیشین گوئیوں کا
مصدق بن کر اُسی ہدایت کی طرف بلا رہا ہے جو ان کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآءَ يَلْ وَارْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رَسُولًا، كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا

اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں، اُن کے لیے نہ (خدا کے حضور میں) کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کبھی غم زدہ ہوں گے۔ ۶۸-۶۹

یہ حقیقت ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے (شریعت کی پابندی کا) عہد لیا اور (اُس کی یاد دہانی کے لیے) بہت سے پیغمبر اُن کی طرف بھیجے، (مگر ہوا یہ کہ) جب کبھی کوئی پیغمبر اُن کی خواہشات نفس کے خلاف کچھ لے کر اُن کے پاس آیا تو کسی کو جھٹلاتے اور کسی کو قتل کرتے رہے اور یہی سمجھا کہ اس پر کوئی

۱۶۷ اصل الفاظ ہیں: 'الصَّبِيُّونَ وَالنَّصْرِيُّونَ'۔ ان میں 'الصَّبِيُّونَ' محل پر معطوف ہے، اس لیے حالت رفع میں

ہے۔

۱۶۸ یہ بشارت اس شرط کے ساتھ ہے کہ ان میں سے کسی نے کوئی ایسا جرم نہ کیا ہو جو ایمان و عمل کو اکارت کر دے سکتا ہے۔ مثلاً، کسی بے گناہ کو قتل کرنا یا جانتے بوجھتے خدا کے کسی سچے پیغمبر کو مارنے سے انکار کر دینا۔ قرآن نے یہ بات یہاں بھی اُسی سیاق و سباق میں کہی ہے جس میں یہ سورہ بقرہ میں آئی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی شخص کو فلاح محض اس بنیاد پر حاصل نہ ہوگی کہ وہ یہود و نصاریٰ میں سے ہے یا مسلمانوں کے کسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے یا صابی ہے، بلکہ اس بنیاد پر حاصل ہوگی کہ وہ اللہ کو اور قیامت کے دن کو فی الواقع مانتا ہے اور اُس نے نیک عمل کیے ہیں۔ ہر مذہب کے لوگوں کو اسی کسوٹی پر پرکھا جائے گا، اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہ ہوگا۔ یہود کا یہ زعم محض زعم باطل ہے کہ وہ یہودی ہونے ہی کو نجات کی سند سمجھ رہے ہیں۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ ہوں یا مسلمان یا کسی اور مذہب و ملت کے پیرو، ان میں سے کوئی بھی محض پیغمبروں کو مارنے والے کسی گروہ میں شامل ہو جانے سے جنت کا مستحق نہیں ہو جاتا، بلکہ اللہ اور آخرت پر حقیقی ایمان اور عمل صالح ہی اُس کے لیے نجات کا باعث بنتا ہے۔

۱۶۹ اصل الفاظ ہیں: 'وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ'۔ ان کے معطوف علیہ سے واضح ہے کہ 'يَقْتُلُونَ' سے پہلے ایک فعل ناقص

عربی قاعدے کے مطابق حذف ہو گیا ہے۔

أَلَّا تَكُونُ فِتْنَةً فَعَمُوا وَصَمُوا، ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ عَمُوا وَصَمُوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ، وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾

پکڑ نہ ہوگی۔ چنانچہ اندھے اور بہرے بن گئے۔ پھر اللہ نے عنایت فرمائی اور اُن کی توبہ قبول کر لی۔ اس کے بعد بھی اُن میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہی بنتے چلے گئے۔ (اب بھی یہی صورت ہے) اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ ۴۰-۴۱

۴۰ اصل میں لفظ فِتْنَةً آیا ہے۔ اس کے معنی آزمائش اور ابتلا کے ہیں۔ ہم نے اس کے معنی پکڑ کے لیے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آزمائش پکڑ کی صورت میں بھی ہوتی ہے اور یہاں اسی کا موقع ہے۔
۴۱ یعنی پہلی مرتبہ اندھے اور بہرے بن جانے کے بعد جب اللہ نے پکڑا تو توبہ و اصلاح کر لی، مگر دوسری مرتبہ اس کی توفیق بھی نہیں ہوئی۔ اس میں غالباً بنی اسرائیل کی تاریخ کی اُن دو بڑی تباہیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں یہ شاہ اسور اور شاہ بابل بوخذ نصر کے ہاتھوں مبتلا ہوئے۔ سورہ بنی اسرائیل میں یہ واقعات تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔
۴۲ یعنی دیکھ رہا ہے تو یقیناً سزا بھی دے گا۔ اُس کی گرفت سے یہ کسی طرح بچ نہ سکیں گے۔

[باقی]